العقيدة المرشدة

عقیدہ راہ ہدایت

کلمہ شہادت کا معنی اور کفر کی اقسام کا بیان

دیباچہ

الحمدللّٰہ رب العالمین له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن وصلی اللّٰه علی سیدنا محمد وعلی اله و صحبه الطیبین الطاهرین

امابعد: بے شک علوم میں سب افضل علم، دین کا علم ہے۔اور باب اولیٰ میں اس کے سیکھنے میں اپنے نفیس یعنی اچھے اوقات کو صرف کرنا چاہیے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

من سلك طريقاًيلتمس فيه علماً سهل اللّٰه له طريقاً الى الجنة. رواه الترمذی.

اس حدیث کامفہوم کچھ یوں ہے کہ جوعلم سیکھنے کے راستے پر چلا۔اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردیتا ہے۔اس کی روایت الترمذی نے کی ہے۔

اور سب سے اعلیٰ اور افضل علم،عقیدہ کا علم ہے۔اور یہ بات اللہ کے اس قول سے سمجھی گئی ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (فاعلم أنه لااله الا اللّٰه)۔ معانی: جان لوکہ اللہ کےسوااورکوئی معبود برحق نہیں ہے۔اور یہی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کوفقہ سکھانے سے پہلے سکھاتے تھے۔ابن ماجہ ایک صحابی جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سےروایت کرتے ہیں۔كنا مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ونحن فتيان حزاوره فتعلمنا الا يمان قبل ان نتعلم القرآن ثم تعلمنا القرآن فازددنابه ايماناً۔اس حدیث کامفہوم کچھ یوں ہے۔کہ ہم بلوغت کےقریب کےعمر کےوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔تو ہم نے ایمان سیکھا،قبل اس کے کہ قرآن سیکھے۔پھر ہم نے قرآن سیکھا۔تواس پر ہماراایمان اوربھی بڑھ گیا۔

اس کی تصحیح الحافظ البوصیری نے کتاب مصباح الزجاجة میں کی ہے۔

العقیدہ المرشدہ

عقیدہ راہ ہدایت

امام الشیخ فخر الدین ابن عساکر الدمشقی نے فرمایا ہے۔جن کی وفات 620ھ میں ہوئی تھی۔ وہ فرماتے ہیں۔جان لو(اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ہدایت دے کہ ہر مکلّف پر یہ واجب ہے)۔مکلّف بالغ عاقل اور جس نے دعوت اسلام سنی ہو۔۔کو کہتے ہیں(کہ وہ جان لے کہ اللہ عزوجل ایک ہے)یعنی جس کے ساتھ الہیت میں کوئی شریک نہیں۔(اپنی بادشاہت میں)یعنی اس دنیا کا اس کے سوا اور کوئی مالک نہیں اور نہ ہی کوئی اور مدبر ہے۔اور نہ ہی کوئی اور الہٰ ہے۔

(اسی نے ہی عالم علوی اور عالم سفلی اور عرش کو)عرش جو کہ اللہ کی سب سے بڑی مخلوق ہے اس کو اللہ نے اپنی قدرت کے اظہار کیلئے پیدا کیا ہے، نہ کہ اپنے لئے کوئی جگہ بنائی۔(اور کرسی، آسمان، زمین اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے۔۔پیدا کیا ہے۔تمام مخلوقات اس کی قدرت سے مغلوب ہیں۔کوئی ذرّہ اس کے ارادے کے بغیر حرکت نہیں کرسکتا۔ اس کے ساتھ مخلوق میں کوئی اور مدبر نہیں اور نہ ہی بادشاہت میں اس کے ساتھ کوئی اور شریک ہے۔وہ زندہ ہے)اس کی حیات ازلی ابدی ہے جو کہ روح اور جسم پر مشتمل نہیں ہے۔(قیوم ہے اور نہ ہی اس کو اونگھ آتی ہے)یعنی وہ تھکتا نہیں ہے(اور نہ ہی نیند۔۔وہ غیب و حاضر سب پر عالم ہے۔اس سے زمین و آسمان میں کوئی بھی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔وہ سمندر اور خشکی

میں ہر شے پر عالم ہے۔کوئی پتانہیں گرتا مگرا سے اس کا علم ہوتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک میں سے کوئی شے ہے۔مگر یہ کہ وہ کتاب مبین میں درج ہے)یعنی لوح محفوظ میں (اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے،اور ہر شے کی عدد کی رو سے تعداد ہے۔وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے)یعنی سبحانہ و تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔یعنی جس شے کا حصول اس نے اپنی ازلی مشیت سے اور جس شے کا فعل اپنی ازلی فعل سے چاہا وہ ہوکر رہا۔اور اللہ کا ارادہ بدلتا نہیں ہے کیونکہ تغیر یعنی بدلنا مخلوقات میں ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ما يبدل القول لدي)سورۃ ق آیت نمبر 29 معانی: میرا قول بدلتا نہیں (اور وہ اپنے چاہے ہوئے پر قادر ہے)یعنی اللہ کی قدرت کامل ہے جس سے وہ اشیاء کو پیدا کرتا ہے۔(اس کو کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی اور نہ ہی اس کو کسی کی مدد کی ضرورت ہے۔اسی کے لئے بادشاہی ہے۔اور وہ غنی ہے۔اسی کیلئے عزت اور بقاء ہے۔اسی کیلئے حکم اور قضاء ہے۔اور اسی کے اسماء الحسنی ہیں)یعنی یہ نام اس کے مکمل صفات کی دلیل ہیں (اس کے فیصلے کو کوئی روکنے والا نہیں اور اسکی عطا کو کوئی منع کرنے والا نہیں ۔وہ اپنی ملکیت میں جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ جو چاہے اپنے مخلوق کو حکم دیتا ہے۔نہ تو وہ ان سے کسی ثواب کی امید کرتا ہے،اور نہ وہ ان کے عِقاب سے ڈرتا ہے۔اس پر کسی کا کوئی لازمی حق نہیں اور نہ ہی اس پر کسی کا حکم چلتا ہے۔اسکی طرف سے ہر نعمت اس کا فضل ہے)یعنی اللہ تعالیٰ پر یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے بندوں کو نعمتیں دے

بلکہ ایسا وہ اپنے فضل و کرم سے کرتا ہے (**اسکی طرف سے ہر سزا اس کا عدل ہے**) جس کو اللہ ثواب دے تو یہ اسکا فضل ہے اور جس کو سزا دے تو یہ اس کا عدل ہے۔ اللہ کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا۔ (**اس سے اسکے فعل کا نہیں پوچھا جائے گا**) نہ ہی اللہ تعالیٰ پر اس کے فعل کی وجہ سے اعتراض کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی سوال۔ (**اور اُن سے پوچھا جائے گا**) یعنی بندوں سے (**وہ مخلوق سے قبل موجود تھا**) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اللہ موجود تھا اور اسکے سوا کچھ بھی نہ تھا (**اور اس کے لئے نہ ہی قبل ہے**)۔ کیونکہ اللہ ازلی ہے اور معدوم نہ تھا (**اور نہ ہی اسکے لئے بعد ہے**) یعنی وہ فنا نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ابدی ہے (**اور نہ اسکے لئے اوپر ہے۔ نہ نیچے اور نہ دائیں نہ بائیں نہ آگے اور نہ ہی پیچھے**) یعنی بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز سے پاک ہے کہ وہ سمتوں میں سے کسی سمت میں ہو یا وہ ساری سمتوں میں ہو۔ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر جگہ گھیرے ہوئے نہیں ہے اور نہ ہی وہ آسمانوں میں رہتا ہے۔ امام ابو جعفر الطحاوی الحنفی جو کہ تیسری صدی ہجری میں تھے جن کی وفات چوتھی صدی ہجری میں ہوئی۔ وہ اپنے عقیدے۔۔۔ جس کو انھوں نے اہل سنت والجماعت کے عقیدے کا نام دیا ہے۔۔۔ میں فرماتے ہیں۔۔۔ تعالیٰ (ای اللہ) عن الحدود، والغایات، والارکان، والاعضاء، والادوات لاتحویہ الجھات الست کسائر المبتدعات۔

معانی:۔ اللہ تعالیٰ حدود، نہایات، جوانب، اعضاء، ادوات یعنی چھوٹے اعضاء سے پاک ہے اور نہ ہی اس پر چھ سمتیں دوسرے مخلوقات کی طرح حاوی ہیں۔ (**اور نہ ہی وہ کُل ہے اور نہ بعض**) یعنی اللہ اجزاء سے بنا ہوا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی جسم نہیں ہے۔ (**اسکے لئے نہیں کہا جائے گا کہ وہ کب سے ہے**

اور نہ ہی یہ کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہے) یعنی جگہ کے بارے میں یہ سوال نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ جگہ سے پاک ہے اور نہ ہی اس کو کسی جگہ میں ہونے کی صفت دی جائے گی ۔ (اور نہ ہی یہ کہا جائے گا کہ وہ کیسا ہے) یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ کیسا ہے ۔ کیونکہ کیفیت مخلوقات کی صفات میں سے ہے (وہ موجود تھا اور کوئی جگہ نہیں تھی اسی نے کائنات کو پیدا کیا اور زمانے کی تدبیر کی ۔ نہ وہ کسی زمانے میں مقید ہے ۔ اور نہ ہی کسی جگہ میں ہے) یہ وہ صحیح اعتقاد ہے جو عقل کے موافق ہے ۔ پس اللہ موجود ہے بغیر جگہ کے (نہ اسے ایک شان دوسری شان میں مصروف کرتی ہے اور نہ ہی اس تک وہم پہنچ سکتا ہے ۔ نہ عقل اس پر احاطہ کر سکتی ہے اور نہ ہی اسے ذہن سے مخصوص کیا جا سکتا ہے ۔ نہ ہی نفس میں اسکی مثال دی جا سکتی ہے نہ ہی وہم میں اس کا تصور کیا جا سکتا ہے ۔ اور نہ عقلاً اس کی کوئی کیفیت ہے ۔ نہ ہی اسے اوہام ملحق ہو سکتے ہیں اور نہ ہی افکار یعنی اس تک وہم اور فکر نہیں پہنچ سکتے ۔ ليس كمثله شيء وهو السميع البصير ۔ (اس کے مثل کوئی بھی شئے نہیں ہے اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے) امام ذوالنون المصری نے فرمایا ہے ۔ مهما تصورت ببالك فالله بخلاف ذلك.

معانی :۔ جو بھی تم نے تصور کیا اللہ اس کے خلاف ہے ۔ یعنی جو کچھ بھی تصور میں آئے اللہ اس کی طرح نہیں ہے ۔ اس کی روایت الحافظ ابن عساکر نے کتاب تاریخ دمشق میں کی ہے ۔ اس لیے کہ جو کچھ بھی تصور میں آتا ہے وہ مخلوق ہوتا ہے اور خالق مخلوق سے مشابہت نہیں رکھتا ۔ یعنی خالق مخلوقات کی طرح نہیں ہے ۔

کلمہ شہادت کا معنی

عالم الجلیل محدث الکبیر شیخ عبداللہ الھرری رحمة الله علیه فرماتے ہیں۔تمام مکلفین پر واجب ہے کہ وہ فوراً دین اسلام میں داخل ہو جائیں۔اور پھر اس پر ہمیشہ کے لئے ثابت قدم رہیں اور احکام میں سے جو ان پر لازم ہے ان کا التزام کریں۔اس (شہادت) کا جاننا اور اس پر اعتقاد رکھنا مطلقاً واجب ہے۔اگر وہ کافر ہے تو فوراً پڑھے۔ورنہ پھر نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے اور وہ دو شہادتیں یہ ہیں۔

أشهد أن لا اله الا الله و أشهد أن محمداً رسول الله

أشهد أن لا الـه لا الله کے معنی ہیں کہ مجھے علم ہے۔میرا اعتقاد ہے۔اور میں زبان سے اعتراف کرتا ہوں۔کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے جو کہ الواحد الاحد الاول القدیم الحی القیوم الدائم الخالق الرازق العالم القدیر ہے۔ الواحد: اس کے ساتھ الٰہیت میں کوئی شریک نہیں۔ الاحد: اس کا کوئی جسم نہیں۔ الاول: اس کی موجودگی کی کوئی ابتداء نہیں۔ القدیم: وہ ازلی ہے۔ الحی: وہ زندہ ہے۔لیکن اس کی حیات، روح اور جسم پر مشتمل نہیں ہے۔ القیوم: وہ اپنی ذات کے لحاظ سے قائم ہے۔ الدائم: وہ ہمیشہ رہے گا اس کے لئے کوئی زوال نہیں ہے۔ الخالق: وہی ہر شے کو عدم سے وجود میں لاتا ہے۔ الرازق: وہی رزق دینے والا ہے۔ العالم: اس کا علم ہر چیز پر ہے۔ القدیر: بے شک وہ ہر شے (جائز العقلی) پر قادر ہے۔

وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔جس کی حفاظت

کے بغیر ہم گناہوں سے بچ نہیں سکتے اور اس کی مدد کے بغیر ہم اطاعت کر نہیں سکتے۔اس کی تمام صفات مکمل ہیں جو اس کی شان کے لائق ہیں۔اور وہ اپنے حق میں تمام نقائص سے پاک ہے۔(لیس کمثلہ شيء وھوالسمیع البصیر) ۔ معانی: اس کے مثل کوئی بھی شے نہیں ہے اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ پس وہ قدیم ہے اور اس کے سوا سب حادث (یعنی مخلوق) ہیں۔وہی خالق ہے اور اس کے سوا سب مخلوق ہیں۔پس تمام مخلوق کے اجسام اور اعمال ذرّہ سے لے کر عرش تک۔۔وجود میں داخل ہوئے اور بندوں کی ہر حرکت اور سکون، نیتیں اور خواطر (جو دل میں خود بخود آئے) سب اللہ کے پیدا کرنے سے ہیں۔انھیں اللہ کے سوا کسی اور نے پیدا نہیں کیا۔نہ خود بخود اور نہ ہی کسی اور سبب سے، بلکہ یہ وجود میں آئیں۔اللہ کی ازلی مشیت، قدرت، اس کی تقدیر اور اس کے ازلی علم سے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے(و خلق کل شيء) معانی:۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔یعنی عدم سے وجود میں لایا۔اس آیت میں شيء ہر اس چیز کے لئے ہے جو وجود میں داخل ہوئی یعنی پیدا ہوئی۔اور اس معنی میں اللہ کے سوا اور کسی نے بھی پیدا نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے(ھل من خالق غیر اللّٰہ)معانی:۔ اللہ کے سوا اور کوئی خالق نہیں ہے۔الامام النسفی نے فرمایا ہے۔جب ایک انسان ایک شیشے کو پتھر سے مارے اور اسے توڑ دے۔پس اس کا مارنا۔توڑنا اور ٹوٹنا، سب اللہ کے پیدا کرنے سے ہے۔اور بندہ کیلئے کچھ بھی نہیں سوائے کسب کے، اور پیدا کرنا اللہ کے سوا کسی اور کے لئے نہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا(لھاما کسبت و علیھا مااکتسبت) جس نے خیر کیا اس کے لئے بھلائی ہے اور جس نے شر کیا اس کیلئے برائی ہے۔اللہ کی ذات ازلی ہے تو اس کی صفات بھی لازماً ازلی ہوں گی کیونکہ اگر صفت مخلوق ہوگی تو ذات بھی لازماً مخلوق ہوگی۔

أشھد أن محمداً رسول اللّٰہ کے معنی ہے کہ مجھے علم ہے۔میرا اعتقاد ہے اور میں زبان سے اعتراف کرتا ہوں کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم، بن عبد مناف قرشی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور

جمیع الخلق کیلئے رسول ہیں۔اور یہ بھی اعتقاد رکھنا کہ وہ مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پر مبعوث ہوئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں پر دفن ہوئے۔اسی کے ضمن میں یہ بات بھی ہے کہ وہ صادق تھے ان تمام پیغامات میں جن کی خبر آپ نے دی اور اللہ کی طرف سے ان کو پہنچایا۔جن میں سے قبر کا عذاب اور اس کی راحت ،دو فرشتوں منکر و نکیر کا سوال ، بعث ، حشر، قیامت، حساب، ثواب ، عذاب، میزان، جهنم، صراط، حوض، شفاعت، جنت اور آخرت میں اللہ کو بغیر کیفیت ،بغیر جگہ اور بغیر سمت کے آنکھ سے دیکھنا یعنی ایسا نہیں جیسا کہ مخلوق کو دیکھا جاتا ہے۔اور یہ خاص مؤمنین کیلئے ہے۔جو اسے جنت میں دیکھیں گے۔اور جنت اور جہنم میں ہمیشہ کیلئے رہنا۔اور قیامت کی علامات میں سے دجال کا خروج ،دابۃ الارض کا نکلنا۔یاجوج ماجوج کا زمین سے نکلنا،عیسی علیہ السلام کا آسمان سے نزول اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔اور اللہ کے فرشتوں ،رسولوں ، کتابوں ،خیر وشر کی تقدیر پر اور آپ کے خاتم النبیین ہونے پر اور تمام اولاد آدم کے سردار ہونے پر ایمان لانا واجب ہے۔اور اس کے ساتھ ساتھ یہ اعتقاد بھی واجب ہے۔کہ انبیاء میں سے ہر نبی کی یہ لازمی صفات ہوں گی کہ وہ امانت دار،صادق اور ذہین ہونگے۔پس ان کے لئے جھوٹ،خیانت ،رذالت،احمق پن،کند ذہنی، بزدلی اور ہر وہ چیز جو ان کی دعوت کی قبولیت سے لوگوں کو نفرت دلائے ناممکنات میں سے ہے۔اور ان کے لئے کفر،گناہ کبیرہ اور وہ چھوٹے گناہ جن میں خست ہو (ایسا کام جو ہلکے پن یا پست کردار کی عکاسی کرے) ۔۔۔سے معصوم ہونا،نبوت سے قبل اور اس کے بعد بھی واجب ہے۔اور انبیاء کے لئے معجزہ کا ہونا حق ہے اور اولیاء کی کرامات حق ہیں۔اور یہ کرامت اس رسول کے معجزات میں سے ہوگی جس کی امت میں سے کسی ولی کے ہاتھ پر یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے۔اور انبیاء خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور خواص ملائکہ انسانوں کے اولیاء سے افضل ہیں۔اور انسانوں میں اولیاء عام فرشتوں سے افضل ہیں۔اور ایک نبی تمام اولیاء سے

افضل ہے۔صحابہ کرام میں سب سے افضل ابوبکر الصدیق، پھر عمر الفاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضی ہیں ان کے بعد باقی عشرہ مبشرہ بالجنۃ ہیں۔ان کے بعد بدر کے باقی صحابہ ان کے بعد اُحد کے باقی صحابہ ان کے بعد حدیبیہ میں بیعت رضوان کے باقی صحابہ ہیں۔